جوش ملیح آبادی ــــــ (1896ء-1982ء)

شاعر کا تعارف: شاعر شباب اور شاعر انقلاب کے خطابات حاصل کرنے والے جوش ملیح آبادی کا اصل نام شبیر حسن خاں تھا۔انہوں نے ابتدائی تعلیم گھر میں حاصل کی۔سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا مگر اس کے بعد سلسلہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔جوش نواب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔طبیعت میں ایک بے نیازی اور لاأبالی پن تھا۔جوانی رنگین مصروفیات میں گزاری لیکن بڑھاپے میں معاشی مشکلات میں مبتلا رہے۔دہلی سے ایک ادبی جریدہ ''کلیم'' جاری کیا۔1956ء میں پاکستان آ گئے اور 1982ء میں یہیں وفات پائی۔

جوش کا کلام ان کے تخلص سے مماثلت رکھتا ہے۔ان کا لہجہ مردانہ اور زوردار ہے۔وہ بلند آہنگ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔معمولی اور روایتی بات بھی کہنی ہو تو پوری شان وشوکت اور اہتمام کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ان کا میدان نظم گوئی ہے اور وہ اپنے میدان کے شہسوار ہیں۔نقادانِ فن نے ان کا شمار اردو زبان کے چند بڑے نظم گو شعرا میں کیا ہے۔ان کی نظموں کے موضوعات میں بہت تنوع ہے۔وہ حسن نسوانی سے فکر معاش تک کو موضوعِ سخن بناتے ہیں اور ہر موضوع کا حق ادا کرتے ہیں۔انہوں نے مرثیے بھی کہے اور غزلیں بھی لکھیں لیکن ان کی بنیادی شناخت اور حوالہ نظم ہی ہے۔جوش کی قادرالکلامی بلاشبہ عطیہ خداوندی ہے۔ان کا منفرد طرزِ اظہار اردو شاعری کا اثاثہ ہے۔

5۔ جوش ملیح آبادی ــــــ سراغِ راہرو

مرکزی خیال

ہر گزرنے والی چیز اپنے پیچھے نشان چھوڑتی ہے ایسے ہی یہ کائنات خالقِ حقیقی کے ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

شعر 2,1: جہاں زمیں پہ رگڑ کا نشاں ہویدا ہے
دلیل اِس کی ہے سانپ اس طرف سے گزرا ہے
نشاں ہلال نما راہ میں بتاتے ہیں
کہ تھوڑی دُور پہ آگے سوار جاتے ہیں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **ہویدا:** ظاہر ○ **ہلال نما:** پہلی رات کے چاند کی طرح۔

نثر: زمین پر رگڑ کے نشان سے ظاہر ہے کہ یہاں سے سانپ گزرا ہے۔پہلی رات کے چاند جیسے نشان بتاتے ہیں کہ گھڑ سوار کچھ آگے جا رہے ہیں۔

تشریح: جوش ملیح آبادی کا شمار اردو نظم کے عظیم شعرا میں ہوتا ہے۔ نظم ''سراغِ راہرو'' میں انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے خالقِ کائنات ہونے کے مضامین کو بہت مہارت اور فنی پختگی کے ساتھ پیش کیا ہے۔ نظم کے اشعار ان مضامین کو بتدریج واضح کرتے ہیں۔ اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے جوش نے پہلے دو اشعار میں روز مرہ زندگی کے دو مناظر پیش کیے ہیں۔ دیہات کے کچے راستے پر رگڑ کا نشان نظر آ رہا ہے۔ آڑھی ترچھی لکیر اس بات کی دلیل ہے کہ یہاں سے سانپ گزرا ہے۔ اسی طرح ایک راستے پر پہلی رات کے چاند جیسے نشانات بنے ہوئے ہیں جنھیں دیکھ کر فوراً احساس ہوتا ہے کہ یہاں سے گھڑ سوار گزرے ہیں اور وہ قافلہ ابھی بہت دور نہیں گیا۔ راستے پر نشان موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ گھڑ سوار ابھی کچھ دور ہی پہنچے ہیں۔ اگر وہ زیادہ دور جا چکے ہوتے تو راہ سے ان کے گھوڑوں کے نقوشِ پا بھی مٹ چکے ہوتے۔ یہ دو مناظر دکھا کر جوش ہمیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہر نشان کسی وجود کا پتہ دیتا ہے۔ نقوشِ قدم مسافر کے وجود کی دلیل ہوا کرتے ہیں۔ مٹی پر رگڑ کا نشان سانپ کے وجود اور اس کے یہاں سے گزرنے کی دلیل ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح راہ پر ہلال نما نشانات گھڑ سواروں کے گزرنے کی دلیل ہیں۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ نشان اپنے وجود کے لیے کسی کے محتاج ہیں۔ سانپ نہ ہوتا تو زمین پر رگڑ کا نشان نہ ہوتا۔ گھڑ سوار نہ گزرتے تو ہلال نما نشانات وجود میں نہ آتے۔ نظم کے آخر میں جوش نے واضح کیا ہے کہ بالکل اسی طرح چاند، سورج اور کہکشاں اپنے وجود کے لیے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں اور ان مظاہرِ قدرت کی موجودگی اللہ تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔

شعر 3: غبارِ راہ نشاں ہے کسی تگ و دو کا
یقین ہوتا ہے نقشِ قدم سے رہرو کا

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **غبارِ راہ:** راستے کا گرد و غبار ○ **تگ و دو:** کوشش، جستجو ○ **نقشِ قدم:** قدم کا نشان ○ **رہرو:** راستے پر چلنے والا، مسافر۔

نثر: راستے کا گرد و غبار کسی کی کوشش کا نشان ہے۔ اور قدم کے نشان سے یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ یہاں سے کوئی مسافر گزرا ہے۔

تشریح: تیسرے شعر میں جوش نے پہلے دو اشعار کا مضمون ہی آگے بڑھایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ راستے میں گرد و غبار اس بات کی علامت ہے کہ کوئی مسافر ابھی ابھی گزرا ہے۔ ویران راستوں پر کبھی گرد و غبار نہیں ہوتا۔ جس راستے سے کوئی مسافر نہ گزرے اس پر ہمیشہ سکوت طاری رہتا ہے۔ گردِ راہ زمین کے سینے سے لپٹ کر سوئی رہتی ہے۔ گردِ راہ کو بیدار کرنے کے لیے کسی رہرو کے پاؤں کی دستک کی ضرورت ہوتی ہے۔ راستوں کا غبار دراصل مسافروں کی منزل سے محبت اور ان کے مسلسل سفر کی دلیل ہے۔ اسی طرح نقشِ قدم ثابت کرتا ہے کہ کوئی رہرو گرمِ سفر ہے۔ ظاہر ہے کہ قدم زمین سے نہیں ٹکرائیں گے تو نقشِ قدم بھی نہیں بنے گا اور مسافر گزرے گا تو اپنے پیروں کے نشان بھی چھوڑے گا۔ پیروں کے یہ نشان واضح کرتے ہیں کہ کوئی ہے جو منزل کی

لگن میں سفر کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہے۔

شعر 4: صنم تراش نہ ہو تو صنم نہیں بنتا
قدم نہ ہو تو نشان قدم نہیں بنتا

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **صنم:** بُت ○ **صنم تراش:** بُت ساز، بُت بنانے والا

نثر: بُت ساز کے بغیر بُت اور قدم کے بغیر نشان قدم نہیں بن سکتا۔

تشریح: ہر اچھی نظم کی ایک خوبی اس کی موضوعاتی وحدت اور تدریج ہوتی ہے۔ نظم ''سراغ رہرو'' میں جوش نے مضمون کو ایک ہموار تسلسل کے ساتھ آگے بڑھایا ہے۔ نظم کا ہر شعر پچھلے شعر سے مربوط ہے اور اس کی تکمیل کرتا محسوس ہوتا ہے۔ چوتھے شعر میں جوش کہتے ہیں کہ بت ساز موجود نہ ہو تو بت وجود میں نہیں آ سکتا اسی طرح قدم ہی نہ ہو تو نشان قدم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہر تخلیق اپنے وجود کے لیے اپنے خالق کی محتاج ہے۔ اس کا وجود خالق کے وجود اور قدرت تخلیق کا اعلان ہے۔ مصور نہ ہو تو تصویر بھی نہ ہو۔ شاعری اس بات کا ثبوت ہے کہ شاعر موجود ہے۔ خوبصوت تحریر اعلان کرتی ہے کہ اس کا لکھنے والا بہترین ادیب ہے اسی طرح یہ کائنات بھی اپنے خالق کے وجود کا ثبوت ہے۔ یہ بحر و بر، شجر و حجر اور برگ و ثمر ہمیں بتا رہے ہیں کہ کوئی بنانے والا بھی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے وجود کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ صنم تراش کے بغیر صنم نہیں بنتا اسی طرح بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ نہ ہوتا تو یہ کائنات بھی نہ ہوتی۔ ہر انسان کو کائنات کے وجود اور خود اپنی ذات پر غور کرنا چاہیے۔ ان موضوعات پر غور کرنے والا انسان اللہ کے وجود اور اس کے خالق حقیقی ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

شعر 7,6,5: یونہی یہ راہ کہ ہے جس کا نام کاہکشاں
یونہی یہ نقش قدم ماہ و نیر تاباں
یونہی یہ گرد سر راہ خوش نما تارے
رواں ہیں جن کی جبینوں سے حُسن کے دھارے
زمیں کا نور ہیں اور آسماں کی زینت ہیں
کسی کی شوخی رفتار کی علامت ہیں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **کاہکشاں:** ستاروں کی قطار یا راستہ ○ **ماہ:** چاند ○ **نیر تاباں:** چمکتا سورج ○ **گرد سر راہ:** راستے پر موجود گرد و غبار

نثر: اسی طرح کاہکشاں کا راستہ، چاند اور سورج جیسے نقوش قدم، راستے کے گرد و غبار کی حیثیت رکھنے والے تارے جن کی پیشانیوں سے حسن کے دھارے جاری ہیں، زمین آسمان کو روشنی اور خوبصورتی بخشنے والے یہ سارے مظاہر دراصل کسی کے ہونے کی دلیل ہیں۔

تشریح: نظم کے ابتدائی چار شعروں میں جوش نے مختلف مثالوں سے واضح کیا ہے کہ ہر وجود ایک خالق کا محتاج

ہے۔ کوئی نقش خود بخود نہیں ابھرتا بلکہ ہر نقش کو کوئی ابھارنے والا ہوتا ہے۔ آخری تین شعروں میں جوش اس مختصر سی بحث کو بہت سلیقے کے ساتھ سمیٹ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ صنم تراش کے بغیر صنم اور قدم کے بغیر نشان قدم نہیں بنتا۔ مٹی پر لکیر سانپ کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے اور ہلال نما نشان ثابت کرتے ہیں کہ قافلہ گزرا ہے۔ بالکل اسی طرح یہ کاہکشاں، سورج، چاند اور ستارے بھی کسی کے ہونے کی دلیل ہیں۔ یہ اعلان کررہے ہیں کہ کوئی بنانے والا ہے۔ دنیا کا سارا حسن کسی کے حسن تخلیق کا اظہار ہے۔ خالق نہ ہو تو تخلیق بھی نہ ہو۔ تخلیق موجود ہے تو خالق کا وجود بھی ماننا پڑے گا۔ طفیل ہوشیار پوری کہتے ہیں:

یہ آگ، یہ پانی، یہ ہوا ہے کہ نہیں ہے   یہ برق، یہ باراں، یہ گھٹا ہے کہ نہیں ہے
یہ پھول، یہ کلیاں، یہ صبا ہے کہ نہیں ہے   ہر رنگ میں وہ جلوہ نما ہے کہ نہیں ہے
اب سوچ مرے دوست خدا ہے کہ نہیں ہے

جوش کا لہجہ منفرد ہے۔ وہ چاند اور سورج کو نقش قدم اور ستاروں کو گرد سر راہ کہہ کر قاری کے لیے دلکش اور مانوس ماحول پیدا کر رہے ہیں۔ ستاروں کی جبینوں سے حسن کے دھارے رواں ہونا، چاند، سورج اور ستاروں کو آسمان کا نور اور زمین کی زینت قرار دینا ایک سنجیدہ اور فکر انگیز نظم کے شاعرانہ پہلو اور شعری قدر و قیمت میں اضافہ کرتا ہے۔ نقش قدم اور گرد سر راہ کی تراکیب نظم کے ابتدائی اشعار کے مضامین سے بھی مطابقت رکھتی ہیں۔ اس اہتمام نے نظم کو عام قاری کے لیے بھی قابل فہم اور پر لطف بنا دیا ہے۔ جوش کہتے ہیں کہ چاند اور سورج نقوش قدم ہیں، کہکشاں ایک راستہ ہے۔ ستارے گرد راہ بھی ہیں اور حسن کی علامت بھی۔ زمین آسمان کو سجانے سنوارنے والے چاند، سورج اور ستارے بالکل اسی طرح وجود باری تعالیٰ کی دلیل ہیں جس طرح نقش قدم، قدم کے وجود کی دلیل ہے اور گرد راہ قافلے کے گزرنے کی دلیل ہے۔ مجموعی طور پر یہ ایک خوبصورت نظم ہے جو قاری کو بیک وقت فکری اور جمالیاتی تسکین فراہم کرتی ہے۔

مشقی سوالات

1: مختصر جواب دیجیے۔

الف: دیہات میں کسی کچے راستے پر صبح کے وقت رگڑ کا نشان دیکھ کر کیا گمان گزرتا ہے؟

جواب: دیہات کے کچے راستے پر رگڑ کا نشان ظاہر کرتا ہے کہ اس راستے سے سانپ گزرا ہے۔

ب: ''نشان ہلال نما'' سے کیا مراد ہے۔ ان سے کس قسم کے سواروں کا تعلق ہے؟

جواب: گھوڑوں کے قدموں سے بننے والے نشان، ہلال نما یعنی پہلی رات کے چاند جیسے ہوتے ہیں۔ ان نشانوں کا تعلق گھڑ سواروں سے ہے۔

ج: غبار راہ سے تگ و پو کا کیا تعلق ہے؟

جواب: کوئی مسافر راستے سے گزرتا ہے تو گرد و غبار اڑتا ہے۔ غبار راہ کسی کے سفر، محنت اور کوشش کی علامت ہے۔